70224 ـ وکیل کے ذریعہ طلاق دینا

سوال

اگر میں اپنی بیوی کو کینڈا کے قانون کے مطابق یعنی وکیل کے ذریعہ طلاق دوں تو کیا یہ کافی شمار ہوگی، یا کہ مجھے اسلامی طریقہ سے بھی بیوی کو طلاق دینا ہوگی، یعنی میرے لیے اسے ای میل لیٹر وغیرہ ارسال کرنا ضروری ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو سنت کے مطابق طلاق دینا چاہتا ہے تو وہ اسے ایسے طہر میں ایک طلاق دے جس میں اس نے بیوی نے جماع نہ کیا ہو، یا پھر حاملہ ہونے کی صورت میں طلاق دے، اور پھر اسے چھوڑ دے حتی کہ اس کی عدت ختم ہو جائے.

اس کی عدت ختم ہونے کی صورت میں اسے بینونت صغری حاصل ہو جائیگی، اور وہ اس سے نئے مہر اور نئے نکاح کے بغیر واپس نہیں لا سکتا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" طلاق سنت کا معنی یہ ہے کہ وہ طلاق جو اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کےمطابق و موافق ہو...

وہ طلاق یہ ہے کہ اس طہر میں طلاق دی جائے جس میں بیوی سے جماع نہ کیا ہو پھر اسے چھوڑ دیا جائے حتی کہ اس کی عدت پوری ہو جائے، اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جس طہر میں جماع نہ کیا ہو اس میں طلاق دے کر بیوی کو چھوڑ دیا جائے حتی کہ اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس نے سنت کے مطابق عمل کیا.

یہ اس عدت کے لیے طلاق ہے جس کا اللہ سبحانہ و تعالی نے حکم دیا ہے، ابن عبد البر اور ابن منذر کا قول یہی ہے...

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

طلاق سنی یہ ہے کہ ایک بار طلاق دے کر بیوی کو چھوڑ دیا جائے حتی کہ وہ تین حیض پورے کرے، امام مالک،

اوزاعی اور شافعی اور ابو عبید کا بھی یہی قول ہے " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 278).

طلاق کے لیے طلاق کے الفاظ بولنا ضروری ہیں، یا پھر نیت کے ساتھ طلاق کے کلمات لکھے جائیں، چاہے طلاق کا کاغذ بیوی کو ارسال کیا جائے یا ارسال نہ کیا جائے، زبان سے الفاظ اور کاغذ پر نیت کے بغیر لکھنا ہی طلاق کے لیے کافی نہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" طلاق کے الفاظ کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی، لیکن دو جگہوں واقع ہو جاتی ہے:

پہلی:

جو کلام کرنے کی استطاعت ہی نہ رکھتا ہو اور کلام پر قادر نہ ہو، مثلا گونگا شخص جب اشارہ سے طلاق دے تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائیگی، امام مالك اور امام شافعی اور اصحاب الرائے کا یہی قول ہے، اس میں ہمیں کسی اختلاف کا علم نہیں...

دوسری جگہ:

جب طلاق لکھے اگر تو اس نے طلاق کی نیت کی تو اس کی بیوی کو طلاق ہو جائیگی، امام شعبی اور نخعی اور زہری اور حکم اور ابو حنیفہ اور مالك کا قول یہی ہے، اور امام شافعی سے یہی بیان کیا گیا ہے "

دیکھیں: المغنی (7 / 373).

طلاق میں وکیل بنانا جائز ہے، وہ اس طرح کہ خاوند کسی دوسرے شخص کو کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لیے تجھے وکیل بنایا، یا پھر عورت کو وکیل بنائے کہ وہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے، چنانچہ اگر وکیل نے یا پھر بیوی نے اپنے آپ کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع ہو جائیگی.

لیکن خاوند کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی دوسرے کو تین طلاق دینے کا وکیل بنائے، بلکہ وہ صرف ایك طلاق میں ہی وکیل بنا سکتا ہے؛ کیونکہ خاوند کے لیے تین طلاقیں دینا جائز نہیں، تو پھر اس کا وکیل بالاولی نہیں دے سکتا.

بیوی کو طلاق دینے کے لیے وکالت کا پیشہ رکھنے والا شخص آپ کا وکیل ہے.

اس بنا پر اگر وکیل طلاق کے الفاظ بولے یا آپ کے قائم مقام ہو کر طلاق کے کلمات لکھے تو اس میں کوئی حرج

نہیں اور اس سے طلاق واقع ہو جائیگی، اور آپ کو طلاق کے الفاظ بولنے یا لکھ کر بیوی کو بھیجنے کی ضرورت نہیں.

واللہ اعلم .